حلال و حرام

ڈاکٹر قمر زمان

یہ کتاب آپ کی خدمت میں تحفتاً پیش کی جا رہی ہے۔
☆☆☆
سلسلہ دعوت قرآنی کی شائع کردہ کتب اب انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔
جہاں پر آپ ان کتب پر تبصرے اور سوالات بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

http://www.aastana.com

فہرست

ابتدائیہ	....	3
حرام و حلال	....	5
حرام و حلال بحوالہ طعام	....	6
حلال و حرام بحوالہ یہودی شریعت	....	16
حرام و حلال قرآن کی نظر میں	....	20
شراب	....	28
تکملہ	....	34

PUBLISHED BY:

سلسلہ دعوت قرآنی

پوسٹ بکس نمبر 11037 لاہور۔ پاکستان

Phone # +92 331 4851184

ابتدائیہ

میرے سامنے روزنامہ آواز کی اشاعت بتاریخ 27 نومبر 2004 ہے اور حیران ہوں کہ اسلام کیا سے کیا ہو جائے گا .... ؟

روزنامہ متذکرہ میں ایک خبر چھپی ہے کہ جامعہ الازھر قاہرہ سے مفتی اعظم نے فتویٰ جاری کیا ہے......" بجز چار چیزوں کے یعنی مردار ، خون ، خنزیر کا گوشت اور ایسا ذبیحہ جس پر اللہ اکبر نہ کہا گیا ہو، سب کچھ حلال ہے۔"

کچھ دن پہلے ٹی وی چینل ARY پر ایک بحث مباحثہ میں شریک ڈاکٹر جاوید اقبال کے اعلان پر کہ قرآن میں شراب کی حرمت نہیں آئی ہے ، ڈاکٹر اسرار کو ماننا پڑا کہ قرآن میں کہیں شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا۔

نہ صرف شراب حرام نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیچ میں ٹوکنے پر کہ شراب کے پینے والے کے لئے قرآن میں کوئی سزا بھی بیان نہیں ہوئی ہے ڈاکٹر اسرار کو یہ بھی ماننا پڑا کہ ہاں شراب کے پینے والے کے لئے قرآن نے کوئی سزا بھی تجویز نہیں کی ہے بہت سارے لوگوں کے پیروں تلے سے زمیں نکل گئی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ وہ چیز جس کے لئے نہ تو قرآن نے کوئی پابندی لگائی ہے اور نہ ہی کوئی سزا تجویز کی ہے، کیونکر اتنی شدت کے ساتھ حرام ٹھہرا دی جاتی ہے۔

طبی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو شراب سے زیادہ مہلک نشہ موجود ہے جو انسان کے لئے جان لیوا ثابت ہوتا ہے اور معاشرہ کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن ایسی نشہ آور اشیاء کو حرام تو دور کی بات مکروہ کا بھی فتویٰ نہیں لگایا گیا۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن کن کن اشیاء کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور وہ کون سی

آیات ہیں جہاں سے کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق حرمت و حلت کے احکامات ماخوذ کیئے جاتے ہیں۔

لیکن شروع میں ہی جان لیجئے کہ حرام و حلال کی لسٹ ہم کو ہمارے مذہبی پیشوا کی عنایت کردہ ہے اللہ نے اس کا حکم کہیں نہیں دیا ملاحظہ فرمایئے۔

سورۃ یونس کی آیت نمبر 59-60 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے......

قل ارایتم ما انزل الله لکم من رزق فجعلتم منه حراما وحلالا قل آلله اذن لکم ام علی الله تفترون o وما ظن الذین یفترون علی الله الکذب یوم القیامة ان الله لذو فضل علی الناس ولکن اکثرهم لا یشکرون

" پوچھو تمہارا کیا خیال ہے اللہ نے رزق سے تمہارے لئے جو نازل کیا ہے تو تم نے اس میں سے حرام اور حلال بنالیا ان سے پوچھو کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی تھی یا یہ کہ تم اللہ پر جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ اور ان لوگوں کا کیا خیال ہے جو اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں قیامت کے روز کا اللہ تو لوگوں پر یقیناً فضل والا ہے لیکن انکی اکثریت شکر نہیں کرتی"

دیکھ لیجئے اللہ نے کھانے پینے کی اشیاء سے تو حرام و حلال کا حکم نہیں دیا۔ یہ تو انسانوں کی کارستانی ہے اور اللہ کی طرف سے کتنے سخت الفاظ میں پوچھ ہے جبکہ تم نے اللہ کے رزق سے جو حرام و حلال کی لسٹ تیار کر لی ہے کی اسکی اجازت تم کو اللہ نے دی تھی یا یہ کہ تم اللہ پر جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ اور لوگ کتنے بے باک ہو گئے ہیں کہ اس حرام و حلال کی لسٹ کو اللہ کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں۔ جو یقیناً اللہ پر جھوٹ گھڑنا ہے۔ اللہ ہمیں ایسے اسلاف ، فقہاء اور علماء سے بچائے جو اسلام کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔

حرام و حلال

قرآن میں حرام و حلال کے حوالے سے کچھ آیات اس انداز سے وارد ہوئی ہیں کہ مفسرین نے ان مقامات سے کھانے پینے کا مفہوم اخذ کر کے حرام و حلال کی ایک لسٹ فراہم کر دی ہے۔ جیسے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 173، سورۃ النحل کی آیت نمبر 115، سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 3 اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 145 ان آیات میں انتہائی تاکید کے ساتھ حرام و حلال کا بیان ہے مثلا سورۃ البقرہ اور النحل میں 'اِنَّما' (صرف اور صرف) کی تاکید کے ساتھ جبکہ سورۃ الانعام میں ' لا اور الاّ' (کچھ نہیں سوائے) کی تاکید کے ساتھ انہی اشیاء کا بیان ہے۔ سورۃ المائدہ میں نہ صرف ان کا بیان ہے بلکہ مزید وضاحت کے ساتھ حلال و حرام کو بیان کیا گیا ہے۔

ان آیات و مقامات کے علاوہ بھی چند دوسرے مقامات پر حرام و حلال کو زیر بحث لایا گیا ہے جیسے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 93 اور سورۃ النساء کی آیت نمبر 160-161 میں بنی اسرائیل کے حوالے سے حرام و حلال کو بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ الانعام کی آیات 146-149 میں مختلف قوموں کے عقائد کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے خود اپنے ہی خیال میں کچھ چیزیں حرام قرار دے لیں تھیں اور کچھ کو حلال بنا لیا تھا۔

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر32 میں حرام و حلال کو واضح کیا گیا ہے کہ وہ کھانے پینے کی چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ انسان کے اعمال اور انکے اثرات کے حوالے سے انسان کے صحیح اور غلط رویوں کا بیان ہے۔ آیئے سب سے پہلے ان آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جن کی بنیاد پر مفتی اعظم جامعہ الازھر نے فتویٰ صادر فرمایا۔

حرام و حلال بحوالہ طعام

سورۃ البقرہ آیت نمبر 173 کا سب سے پہلے مطالعہ کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ......

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

"اس نے تم لوگوں پر حرام قرار دیا صرف مردار کو اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اورہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے واسطے آواز دی گئی۔ البتہ ضرر کی کیفیت میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ نہ تو بغاوت کا مقصد ہو اور نہ ہی اعادہ کرنے کا۔ یقیناً اللہ مغفرت کرنے والا رحیم ہے"

اس آیت میں لفظ 'اِنّما' (جس کے معنی ہوتے ہیں صرف) لا کر انتہائی تاکید سے بتا دیا گیا کہ اگر کوئی چیز حرام ہے تو صرف یہی چند چیزیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ یعنی قرآن کے عمومی تراجم کے مطابق صرف اور صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (i) مردار (ii) خون (iii) سور کا گوشت (iv) ہر وہ چیز جس کے ذریعہ غیر اللہ کے لئے آواز اٹھائی جائے۔

مردار تو واضح ہے کہ وہ جانور جو مردہ پایا جائے دوسری چیز خون بھی واضح ہے۔ تیسری چیز خنزیر کا صرف گوشت حرام ہے جس کے معاملے میں اگر عمومی ترجے کا ہی لحاظ کیا جائے تو بھی حد سے تجاوز ہے اور نہ صرف گوشت بلکہ سور کی ہر چیز حرام قرار دی گئی ہے اسی لئے جدید علماء اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ چوتھی ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے لئے آواز دی جائے۔ اس جگہ بھی کچھ اختلاف ہے لیکن عموماً اس کو کسی بھی زبیحہ کو اللہ کے علاوہ نامزد کرنے تک محدود کر دیا ہے۔ یعنی اگر زبیحہ کسی غیر

اللہ کے لئے نامزد کیا جائے تو حرام ہے۔ حلال صرف وہی ذبیحہ ہے جس پر اللہ اکبر کہا جائے یعنی اللہ کا نام لیا جائے۔ کچھ علماء نے اسے صرف ذبیحہ تک محدود کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ صرف جانور کی قربانی پر اللہ اکبر کہنا کافی سمجھتے ہیں جبکہ نذر نیاز جو کے ذبیحہ میں شامل نہیں ہے کو کسی بھی زندہ یا مردہ کے لئے جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ حضرات نے اسے صرف ذبیحہ تک محدود نہیں کیا ہے بلکہ اس کو وسعت دے کر ہر کھانے پینے کی چیز تک پھیلادیا ہے اس لئے ان کی نظر میں نذر نیاز بھی حرام ہے۔

سورۃ النحل آیت نمبر115

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان الله غفور رحیم

" اس نے تم لوگوں پر حرام قرار دیا صرف مردار کو اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے واسطے آواز دی گئی۔ البتہ ضرر کی کیفیت میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ نہ کوئی بغاوت ہو اور نہ ہی اعادہ کرنے کا اندیشہ پس یقیناً اللہ مغفرت کرنے والا رحیم ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں بھی وہی چار اشیاء کا بیان ہے جو کہ سورۃ البقرہ میں گزرا اور اسی تاکید کے ساتھ یعنی 'اِنَّما' (صرف) کے حصر کے ساتھ۔

سورۃ المائدہ آیت نمبر 3

حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ......

" حرام قرار دیا گیا تم پر مردار ، خون ، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے لئے آواز اٹھائی جائے۔ یعنی جس کا گلا دبایا گیا ہو

یا جس کو گرایا گیا ہو ، یا جس کو اوپر سے گرایا ہو ، یا جس کو ٹکرا کر اور لڑائی کرکے مارا جائے، یا جس کو وحشی نے پکڑا ہو سوائے اس کے جس کا تم نے تزکیہ کیا ہو یعنی وہ جسے نصب پر ذبح کیا گیا ہو اور وہ جس کو تم نے تیز گھوڑے دوڑا کر تقسیم کیا ہو ....''

اس آیت کے دو جزو بتائے گئے ہیں جن کے آپس کے ربط کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا آیئے مطالعہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں پہلے تو وہی چار اشیاء جو سورۃ البقرہ اور سورۃ النحل میں بیان ہوئی ہیں دھرائی گئی ہیں۔ یعنی مردار، خون ، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے واسطے آواز اٹھائی جائے۔ اس کے بعد 'و' بیانیہ کے ذریعے انہی چار چیزوں کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ الفاظ بذات خود گواہ ہیں کہ یہ کھانے پینے کے حوالے سے احکامات نہیں ہیں۔ مثلا ''متردیہ'' گرا کر مارنا۔ یعنی کسی جانور کو پہلے اونچائی پر لے جایئے اور پھر وہاں سے گرا کر ماریئے اور پھر کھانے کا لطف اٹھائیں۔ اتنی تگ و دو کرنے کا کیا مقصد؟ اس طریقہ پر جانور کو مارنے اور پھر کھانے میں کھانے کی لذت بڑھ جاتی ہے ؟ یا کسی ایسی قوم میں یہ رواج تھا جس کو روکا گیا؟ یا اگر جانور خود گر کر مرگیا تو اس مرے ہوئے جانور یا کسی دوسرے طریقے سے مرے ہوئے جانور میں کوئی فرق ہے کہ اسکو الگ سے بیان کیا گیا ہے؟ اسی طرح ''النطیحہ'' جو ٹکرا کر مرے یہاں پر بھی اگر کوئی جانور کسی دوسرے جانور سے ٹکرا کر مرتا ہے تو ایسے جانور اور دوسرے طریقے سے مرے ہوئے جانور میں کیا فرق ہے کہ ایسے جانور کو ایک الگ جنس کے طور پر بیان کیا گیا؟

وما اکل السبع اور وہ جانور جسے کسی وحشی درندے نے کھایا ہو۔ اگر کسی وحشی درندے نے کھا کرچھوڑ دیا ہے اور جانور مردہ پایا گیا تو یہ حالت تو اس حالت سے بھی بدتر ہے جبکہ دو جانور آپس میں ٹکرا کر ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ اگر ایسے جانور کو حرام قرار دیا گیا ہے تو پھر کھائے ہوئے جانور کو تو حلال سمجھنا انتہائی غلطی ہوگی پھر آخر کیوں اللہ نے اسکو ایک علیحدہ **category** کے تحت بیان کیا ہے۔

وما ذبح علی النصب اوروہ جو کسی علامت پر ذبح کیا گیا۔ جس سے مراد کسی خاص مقصد کی قربان گاہ لیا گیا ہے اور زیادہ تر اس کا اطلاق مسلمانوں کے حوالے سے بزرگوں کے مزار وغیرہ کے لئے کیا گیا ہے۔

وان تستقسموا بالازلام ”اور یہ کہ تم ازلام کے ساتھ تقسیم کرو“۔ ازلام کے معنی ہوتے ہیں تیز گھوڑے کے کُھر کیونکہ تیز گھوڑے جنگ میں استعمال ہوتے ہیں اس لئے ازلام کے معنی بھالے ماخوذ کئے جاتے ہیں۔ یہاں سے ایک تصور قائم کیا گیا کہ جانور کو ازلام کے ذریعے تقسیم کیا جاتا تھا پھر اس کا مفہوم پانسے پھینک کر تقسیم کرنا کیا گیا اور اس طرح اس آیت کا مفہوم ہوا کہ وہ جانور جس کو پانسے پھینک کر تقسیم کیا جائے۔

لیکن **ذلکم فسق** یہ قانون شکنی ہے یہ فسق کی علامت ہے قانون شکن شخص قانون کو توڑتا ہے۔ احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ آیئے آیت کی تکمیل بھی مطالعہ کر لیں......

ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم

”آج کے دن کافر لوگ تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں پس اب تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو میں نے آج تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی تمام نعمتوں کو نچھاور کر دیا اور تمہارے لئے بطور ضابطہ حیات سلامتی کو پسند کیا۔ بس جو کوئی بھی ضرر کی حالت میں ہو مخمصہ کی وجہ سے بغیر کسی گناہ کی طرف جھکاؤ کے تو اللہ یقیناً رحمت کے ساتھ مغفرت کرنے والا ہے۔“

دیکھئے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 3 کی تکمیل بتا رہی ہے کہ پوری آیت کھانے پینے کے حوالے سے نہیں آئی ہے۔ بلکہ یہ تکمیل دین کا اعلان ہے ،نہ صرف تکمیل دین

کی کیفیات ہیں بلکہ کفار کی مایوسی بتائی گئی ہے کہ اب انکو تمہارے ضابطہ حیات میں کسی قسم کی مراعات حاصل نہ ہونگی اس لئے ببانگ دہل تم کو احکامات الٰہی کی سربلندی کے لئے عمل پیرا ہونا ہے۔ اہل کفر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ کے احکامات سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اعلان اس وقت کیا جا رہا ہے جبکہ تمہارا ضابطہ حیات تکمیل کی منازل طے کر چکا ہے۔ یعنی تمہارا غلبہ ہو گیا ہے۔ اور غلبے کے ساتھ ہی اللہ کی تمام نعمتیں تمہارے لئے نچھاور کر دی گئی ہیں۔

یہ صرف اور صرف ایک اسلامی ریاست کے قیام کا اعلان ہے جس میں امن و سلامتی کا دور دورہ ہوگا۔ ہر شخص کے لئے اس میں قانون کے تحت سلامتی کی وعید ہے نعمتوں کا اعلان ہے۔ البتہ کوئی ایسا شخص یا جماعت اگر کسی اضطراری کیفیت کا شکار ہے اور وہ بھر پور کوشش کے باوجود اس سلامتی کے ضابطہ حیات پر عمل پیرا نہیں ہو پا رہا تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ کا قانون نرم گوشہ رکھتا ہے۔ اور ایسے اصحاب کو بھی رحمت کے ساتھ حفاظت فراہم کرتا ہے۔ ضمناً عرض کردوں کہ سورۃ المائدہ کی ابتدا ہی عہدوپیان کے پورا کرنے کی تاکید کے ساتھ ہو رہی ہے ارشاد ہے......

یا ایھاالزین امنو اوفوا بالعقود

"اے اہل ایمان اپنے عہدو پیان کو پورا کرو۔"

ظاہر ہے عہدوپیان کو پورا کرنے کی بات ہو اور اگر اس سے اگلی آیات میں کھانے پینے کے احکامات آجائیں تو پڑھنے والے کے لئے عجیب تاثر دیتے ہیں۔ پہلی آیت کے اگلے جزو کو جانوروں کے شکار سے متعلق قرار دیا ہے جو عجیب بے ربطگی کا احساس دلاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے......

احلت لکم بھیمة الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ان اللہ یحکم ما یرید

"جائز قرار دیا گیا تم لوگوں کے لئے جانوروں کی بھیمیت سوائے وہ جو تم کو بتا دی جاتی ہے جبکہ تم پابند کئے گئے ہو علاوہ ان جائز قرار دینے

والے شکار کے اور ایسی حالت میں کہ تم پابند ہو اللہ یقیناً فیصلہ کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔"

آیت کے اس حصے کا مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا جاتا ہے جیسے یہ جانوروں سے متعلق ہو۔ اور یہ بھی اللہ کا حکم ہو سب سے پہلے یہ جان لیجئے کہ جس جملے میں فعل مجہول آجائے اس میں کوئی اسم حالت فاعلی (یعنی مرفوع) نہیں ہوتا بلکہ وہ اسم جس پر فعل کا عمل ہوتا ہے اس کو رفعی حالت میں کیا جاتا ہے اور اسے نائب الفائل کہتے ہیں لیکن مفہوم کے لحاظ سے وہ مفعول ہی رہتا ہے اور اس کا فائل ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ اس آیت میں "احلت" فعل مجہول ہے اس لئے اسم الفاعل کا تعین نہیں ہو سکتا البتہ فاعل کا تعین ہم جملے کی ساخت کو دیکھ کر کریں گے۔

اگر ذہن میں کھانے پینے کے حوالے سے مفہوم موجود ہو تو انعام کو جانور یعنی چوپائے تصور کیا جائے گا۔ اور جانوروں کی بھیمیت کو نائب الفاعل سمجھ کر بھیمیت کو مختلف مفاہیم دینے ہونگے کھانے کے حوالے سے جانوروں کی بھیمیت کو جائز قرار دینا ایک بے معنی مفہوم بن جاتا ہے۔ اس لئے بھیمیت کے معنی ابہام رکھ کر چوپایوں کے متعلق جو ابہام تھا اس کی اجازت دی گئی ہے۔

کچھ علماء کی نظر میں یہ مفہوم بھی غیر واضح تھا۔ اس لئے انہوں نے بھیمیت کے معنی جگالی کرنے والے کیا اس طرح جگالی کرنے والے جانوروں کے لئے اجازت مل گئی اور جملے کا اسم بھی اللہ کی طرف منسوب ہو گیا اب جو مفہوم ملا وہ کچھ اس طرح کا ہوا کہ اللہ نے جگالی کرنے والے جانوروں کے متعلق جو ابہام تھا اس کو واضح کر کے شکار کی اجازت دے دی سوائے ان جانوروں کے جو تم کو بتائے گئے البتہ شکار کو حلال نہ سمجھو جب کہ تم حالت احرام میں ہو یعنی احرام کی حالت میں جانوروں کے شکار کی اجازت نہیں ہے اور اس آیت کے تحت جو شرائط ہیں وہ بھی بتا دی گئی ہیں، یعنی آیت کا تمام کا تمام مفہوم شکار کے جانوروں کے گرد گھوم رہا ہے لیکن یہ پتہ نہیں چلا کہ اس کا تعلق **اوفوا بالعقود** سے کیا بنا؟ اس طرح آیت نمبر 2 میں فرمایا گیا......

یـا ایھـا الـذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القـلائـد ولا آمیـن البیـت الـحـرام یبتـغون فضلا من ربھم و رضوانا واذا حللتم فاصطادوا ......

اے اہل ایمان تم اللہ کے شعائر کو جائز نہ قرار دو یعنی نہ تو شہر الحرام اور نہ ہی ھدی کو اور نہ ہی قلائد کو اور نہ وہ اشخاص جو البیت الحرام کے قصد کرنے والے ہیں۔ اور جب تم احرام اتار دو تو شکار کرو۔

یہ ہے وہ عمومی ترجمہ جو آیت نمبر 2 کے پہلے جزو کا کیا جاتا ہے۔ اس آیت کے حوالے سے اللہ کے شعائر جو بیان کئے جاتے ہیں ان میں اول **شھـر الـحرام** ہے یعنی وہ مہنیہ جس میں جنگ کی اجازت نہ تھی دوم **الھدی** قربانی سوم **القلائد** اللہ کے لئے قربانی کے وہ جانور جن کے گلے میں نشانی کے طور پر پٹہ ڈال دیا جائے۔ اور "**امین البیت الحرام**" مسجد الحرام کا قصد کرنے والے۔

شھـر الـحرام وہ مہینہ جس میں جنگ کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ یہ زمانہ جاہلیہ کی ایک رسم چلی آرہی تھی جسے جاری رکھا گیا۔ **الـھدی** قربانی کے جانور جو اللہ کے نام پر قربان کئے جائیں اور **الـقلائد** بھی وہ جانور جو اللہ کے لئے قربان کئے جائیں لیکن ان جانوروں کی گردن میں پٹہ ڈال کر چھوڑ دیا جاتا تھا اور ہر شخص کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ جانور اللہ کے نام پر چھوڑ ے گئے ہیں ان کو ہاتھ لگانا گناہ ہے۔ اور اخیر جب قربانی ہوتی تھی تو مسجد حرام کے پروہت کے کام آتی تھی یہ بھی زمانہ جاہلیہ کی رسم تھی جس کو جاری رکھا گیا۔ **امیــن البیت الـحـرام** وہ لوگ جو مسجد الحرام کا قصد کریں یعنی مکے کا قصد کرنے والے۔ آیت کے اس جزو میں کہا گیا کہ ان شعائر کی بے حرمتی نہ کرو کیونکہ یہ رب کا فضل تلاش کرنے والے اور اسکی رضا چاہنے والے لوگ ہیں۔

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ان شعائر اللہ میں سے کس سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ رب کے فضل کی تلاش میں نکلے ہیں اور کون ہے جو رب کی رضا مندی حاصل کر رہا ہے۔ نہ تو قربانی کے جانور یا وہ جانور جو رب کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں

اور نہ ہی کوئی مہینہ رب کی رضا یا فضل تلاش کرنے کا باعث بنتا ہے۔ رہا وہ شخص جو بیت الحرام کا قصد کر رہا ہے تو وہ چند رسمیں ادا کرکے لوٹ جاتا ہے اس کو نہ تو اللہ کے احکامات کا ادراک ہوتا ہے کیونکہ بیت الحرام میں کبھی بھی کسی تعلیم کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی وہاں سے کسی کو روزی ملی بلکہ الٹا ہر انسان اپنے خون پسینے کی کمائی وہاں پر لٹا کر آ تا رہا ہے۔ اس کے باوجود کہ اگر ہم یہی مفہوم اپنے ذہن میں رکھ کر آگے بڑھیں تو بھی جملہ عجیب بے ربط ہو جاتا ہے آگے ارشاد ہے ......

ولا يجرمنكم شنآن قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شديد العقاب

''اور تم کو کسی قوم کی دشمنی اس جرم پر نہ اکسائے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا تو تم سرکشی پر اتر آؤ سو تم تعاون نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر کرو اور گناہ و دشمنی کی بنیاد پر تعاون مت کرو۔ اور اللہ کے احکامات کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاؤ یقیناً اللہ نگہبانی میں شدید ہے۔''

یعنی پہلے جزو میں قربانی کے جانور اور مسجد حرام کی زیارت جو تصور عبادت سے منسلک ہے اب آیت ایک بالکل مختلف انداز اختیار کر جاتی ہے جس میں اس قوم سے دشمنی کرنے اور بدلہ لینے سے روکا گیا جس نے کسی وقت اس قوم سے دشمنی رکھی تھی بلکہ حکم ہوا کہ ان سے تعاون کرو لیکن تعاون کی بنیاد گناہ نہیں بلکہ نیکی اور تقوی ہو۔

سورۃ المائدہ کا موضوع اہل کتاب ہیں اور ان ہی کی تمام روش کا بیان ہے۔ اسکو کس طرح مسجد حرام پر چسپاں کر دیا گیا ہے؟ ایک ضمنی بات عرض کر دوں کہ قرآن نے صرف ایک مسجد حرام کے متعلق بات کی ہے اور ظاہر ہے وہ یا تو مکہ کی مسجد حرام ہوسکتی ہے یا مدینہ کی اس لئے پہلے تو علماء حضرات یہ فیصلہ کر لیں کہ جہاں جہاں مسجد حرام کا ذکر آیا ہے وہ آیا کہ مسجد نبوی ہے یا کعبہ یا یہ کہ مسجد حرام کے معنی و مفہوم بھی کچھ اور تو نہیں۔

بہر حال سورۃ المائدہ کی پہلی تین آیات کسی کھانے پینے کے حوالے سے اگر دیکھی جائیں تو (i) پہلی آیت کا پہلا جزو "اوفوا بالعقود" عہدو پیمان پورے کرو آیت کے دوسرے جزو سے لا تعلق ہو جاتا ہے جن میں جانوروں کے شکار کی بات کی گئی ہے۔ (ii) دوسری آیت کا پہلا حصہ ایک مذہبی رسم سے متعلق ہے جبکہ دوسرا حصہ جنگ کی کیفیت اور اس سے بچنے کی تدبیر بیان کر رہا ہے۔ (iii) تیسری آیت کا پہلا حصہ کھانے پینے کی حرام چیزوں سے متعلق ہے تو دوسرا حصہ اسلامی ریاست کی تکمیل اور اس کے بہرہ ور خوشحالیوں کی وعید ہے۔

اس طرح تینوں آیات کا تعلق اگر کھانے پینے سے رکھا جائے تو پوری سورۃ بے ربط ہو جاتی ہے اس لئے کہ پوری سورۃ اہل کتاب کی روش بیان کر رہی ہے۔

سورۃ الانعام آیت نمبر 145

قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسقا اهل لغیر الله به فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم

"اعلان کر دو کہ میں اس وحی میں جو میری طرف کی گئی ہے کسی کھانے والے پر جو وہ کھاتا ہے کچھ بھی حرام نہیں پاتا سوائے یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ یہ گندگی ہے یا قانون شکنی کہ جس کے ذریعے غیر اللہ کے لئے آواز بلند کی جائے۔ البتہ جو ضرر کی کیفیت میں ہو بغیر کسی بغاوت یا اعادہ کے ارادہ سے تو تمہارا رب یقیناً رحمت کے ساتھ مغفرت فراہم کرنے والا ہے"

اس آیت میں دوٹوک الفاظ میں بتا دیا گیا کہ وحی میں تو صرف اور صرف چار چیزیں حرام ہیں (i) مردار (ii) خون (جسکو اس آیت میں بہتے ہوئے کی اضافی شرط کے ساتھ بیان کیا) (iii)خنزیر کا گوشت (نہ کہ خنزیر کی ہر چیز) (iv)اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے لئے آواز اٹھائی جائے یعنی اگر ان آیات کو کھانے پینے کی

اشیاء سے ہی متعلق سمجھا جائے تو بھی ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی پانچویں چیز حرام نہیں ہے اور یہی فتویٰ جامعہ الازھر کے مفتی اعظم کا بھی ہے۔ لیکن کیا واقعی ان آیات کا اطلاق کھانے پینے کی اشیاء پر ہوتا ہے آگے دیکھتے ہیں۔

حلال و حرام بحوالہ یہودی شریعت

سب سے پہلے تو غور کرنے کی یہ بات ہے کہ کیا یہودی شریعت میں بھی اس طرح کے احکامات موجود ہیں اگر ہیں تو کیا قرآن نے انکی شریعت کو صحیح کہا ہے اور کیا ان کے رویوں پر تنقید نہیں کی بلکہ ان کی اس روش کو اچھی نظر سے دیکھا ہے؟

جہاں تک پہلے سوال کا جواب ہے تو وہ تو ''ہاں'' کی صورت میں ہی ہے۔ یعنی پوری کی پوری حرام و حلال کی لسٹ جو اسلامی شریعت میں موجود ہے وہ معمولی فرق کے ساتھ جوں کی توں یہودی شریعت میں بھی موجود ہے اسی لئے یہودی طریق پر کیا گیا ذبیحہ اور ان کے گھر کا کھانا جائز سمجھا جاتا ہے۔ دوسرا سوال کہ کیا قرآن نے اس یہودی شریعت کی تعریف کی ہے؟ کیا اس پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعریف کی ہے؟ تو بالکل صاف الفاظ میں سن لیجئے کہ نہ صرف اس کا جواب نفی میں ہے بلکہ انتہائی غضبناک انداز میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔

جس حرام و حلال کی لسٹ کی وجہ سے یہود پر اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اسی لسٹ پر ہمارے عمل پیرا ہونے پر کیونکر عذاب کی وعید نہ ہوگی اس لئے کہ اللہ کی سنت بدلا نہیں کرتی۔ اللہ کچھ بندوں کو تو کچھ کرنے کا حکم دے اور کچھ کو کچھ کرنے کا یہ فعل کسی نہ کسی کے ساتھ زیادتی ہوگا۔

ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید

''میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا کیونکہ میں اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہوں۔''

اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک ہی عمل پر ایک کو سزا ملے اور دوسرے کو شاباش۔ آیئے سورۃ الانعام کی آیت نمبر 146 کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے......

وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذى ظفر ومن البقر والغنم حرمنا عليهم شحومهما الا ما حملت ظهورهما او الحوايا او ما اختلط بعظم ذلك جزيناهم ببغيهم وانا الصادقون

''اور یہودیوں پر ہم نے حرام کر دیا تمام ناخون والے جانور اور گائے ا ور بھیڑ کی چربی ان پر حرام کردی سوائے اس چربی کے جو ان جانوروں کی پیٹھ یا انتڑیوں سے لگی ہو یا جو ہڈیوں میں لگی رہے۔ اور یہ سزا ان کی بغاوت کی وجہ سے تھی اور یقیناً ہم سچ کر دکھانے والے ہیں''

دیکھ لیجئے کہ حرام و حلال کی لسٹ جو یہود کے پاس ہے اور جس کی ہو بہو نقل ہمارے پاس اسلامی شریعت میں موجود ہے یہود کو بطور سزا ملی ہے۔ یعنی حرام و حلال کو اللہ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے اس لئے کہ جو کچھ بھی حرام و حلال کی لسٹ یہودیوں نے خود تیار کی تھی وہ احکامات الٰہی کے خلاف بغاوت تھی جسکی وجہ سے اللہ نے بطور سزا ان پر مسلط رہنے دی ہے۔ یاد رکھئے اللہ کسی کا ہاتھ نہیں پکڑا کرتا کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو بلکہ احکامات دے کر اختیار دیتا ہے پھر جو جیسا کرتا ہے وہ ویسا بھرتا ہے۔

آیئے سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ یہود کے لئے کیا چیز حرام تھی اور کیا حلال تھی۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 93 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے......

كل الطعام كان حلا لبنى اسرائيل الا ما حرم اسرائيل على نفسه من قبل ان تنزل التوراة قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين

''تمام کا تمام طعام بنی اسرائیل کے لئے جائز تھا سوائے اس کے کہ تورات کے اترنے سے پہلے اسرائیل نے بذات خود اپنے اوپر ناجائز کر لیا تھا۔ کہو کہ تورات کو لاؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔''

یعنی تورات کے نزول سے پہلے بنی اسرائیل نے بذات خود کچھ چیزیں ناجائز کر لیں تھیں جن کا کوئی ذکر تورات میں نہیں۔ اسی لئے کہا گیا کہ اگر تم حرام کی لسٹ

کو اللہ کی طرف سے سمجھتے ہو تو پھر تورات کو لاؤ اور پڑھ کر اس دعوے کی سچا ئی ثابت کرو اگر تورات میں ہے تو تمہارا دعویٰ صحیح ورنہ غلط۔

یعنی تورات میں کسی قسم کے کھانے کو حرام نہیں قرار دیا گیا تھا ورنہ اتنا بڑا دعویٰ قرآن میں موجود نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ آل عمران کی اگلی آیت میں ارشادباری تعالیٰ ہے......

فمن افترى على الله الكذب من بعد ذلک فاولئک هم الظالمون

''پس اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اس کے بعد اللہ پر جھوٹ گھڑے پس یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں''

یعنی حرام کی لسٹ کو اللہ کی طرف منسوب کرنا اللہ پر جھوٹ گھڑنے کے مترادف ہے اور جو اللہ کی نعمتوں کو حرام ٹھہرائے وہ لوگ تو ظالم ہیں۔ یہی بات سورۃ النساء کی آیت نمبر 160 میں یوں ارشاد فرمائی......

فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيرا o واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واكلهم اموال الناس بالباطل واعتدنا للكافرين منهم عذابا اليما

''ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہود میں سے ہیں ہم نے حرام قرار دیا ان پاکیزہ چیزوں کو جو ان کے لئے جائز تھیں اور بوجہ ان کے کثرت سے اللہ کی راہ سے روکنے کے اور رباء لینے کی وجہ سے جب کہ وہ اس سے حتمی طور پر روکے گئے تھے اور لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے کے اور ہم نے ان میں سے ایسے کافروں کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

دیکھ لیجئے کہ وہ پاکیزہ چیزیں جو یہودیوں کے لئے حلال تھیں ان لوگوں پر حرام قرار دی گئیں جنھوں نے ظلم کی روش اختیار کی ہوئی تھی اور جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور رباء لیتے تھے اور لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھاتے تھے یعنی جو کچھ بھی

یہود نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا وہ یقینی طور پر ان کے لئے پاکیزہ تھا اور اللہ کی نعمت تھی لیکن کیونکہ انہوں نے اللہ کے احکامات میں دخل اندازی کی اس لئے اللہ نے بھی ان کو ان کی روش پر چھوڑ دیا۔ اور وہ اللہ کی ان نعمتوں سے محروم ہو گئے جو ان کے لئے اللہ نے طیب پیدا کی تھیں۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی شریعت میں کوئی چیز بھی حرام نہیں تھی صرف یہودی علماء تھے جنھوں نے اپنے لوگوں پر خود ساختہ انسانی شریعت تھوپی تھی۔

دوسری اہم بات کہ اگر کوئی چیز حرام ہوتی تو عذاب کی وعید تو عیسائی قوم کے لئے ہونی چاہئے تھی جنھوں نے یہودی شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہر چیز جائز قرار دے لی ہے۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی قوم کو حرام و حلال کے معاملے میں کوئی سزا کی وعید نہیں سنائی گئی۔

حرام و حلال قرآن کی نظر میں

جہاں تک حرام و حلال کی بحث بحوالہ مفتی اعظم جامعہ الازھر تھی وہ تو آپ نے چار آیات کے تحت دیکھ لی یعنی جن آیات سے مفتی اعظم نے ثابت کیا ہے کہ اسلام میں صرف چار ہی چیزیں حرام ہیں اس لئے انہوں نے فتویٰ صادر فرمایا کہ کتا، بلی، گدھا، ٹڈی وغیرہ سب حلال ہے۔

اس فتوے سے جہاں ایک اچھا تاثر ملتا ہے کہ کچھ لوگ قرآن کے ذریعے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اگر آج غلط افکار موجود ہیں تو وہیں تطہیر کا عمل بھی شروع ہو گیا ہے لیکن اسلام کے متعلق ایک عجیب تاثر بھی ابھرتا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کو ہمارے علماء نے کتنا پس پشت ڈال دیا ہے۔ بلکہ لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں کہ اتنی واضح آیات ہونے کے باوجود 1200 سال سے ہم غلط شریعت پر عمل پیرا رہے۔ اول تو ان فقہا کی عقل پر کیوں پتھر پڑے رہے جنہوں نے یہودی شریعت کے متعلق حرام و حلال کو ہم پر لاگو کیا اور ان کے بعد آنے والے علماء نے کیوں کر انسانوں کی سوچ کو قرآن کی واضح آیات پر ترجیح دی یا یہ کہ ہمارے آج تک کے علماء مع جدید علماء پہلو تہی کر کے ہمیں گمراہ کرتے رہے۔

آیئے قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کر قرآن کی نظر میں حرام و حلال کیا ہے کیا واقعی قرآن کسی کھانے پینے کی چیز کو حرام کہتا ہے یا یہ بھی ایک گمراہی ہے سب سے پہلے تو ہم انہی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جہاں سے مفتی اعظم نے صرف چار چیزوں کو حرام ٹھرایا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 173 ، سورۃ النحل آیت نمبر 115 سورۃ المائدہ آیت نمبر 3 ، اور سورۃ الانعام کی آیات کے تحت ہم کو صرف چار چیزیں حرام ملتی ہیں یعنی مردار ، بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جس

کے ذریعہ غیر اللہ کے لئے آواز اٹھائی جائے۔

آیئے ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہیں کہ یہ چار چیزیں کیا ہیں سب سے پہلے تو جان لیجئے کہ ان تمام الفاظ کو معرف باللام کے ساتھ معرفہ وارد کیا ہے یعنی عام مردار عام خون یا عام خنزیر نہیں ہیں ورنہ نکرہ کی صورت ہوتی۔ اگر عام نہیں ہیں بلکہ خاص ہیں تو یہ کیونکر خاص ہوئیں؟ کیا وجہ ہے کہ انکو بطور معرفہ وارد کیا گیا؟

مردار

قرآن نے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔ یہاں سوال ہوگا کہ کیا کبھی دنیا میں کوئی ایسی قوم بستی تھی جو کسی جانور کو زندہ حالت میں کھاتی تھی۔ کوئی جانور بھی زندہ حالت میں نہیں کھایا جاسکتا۔ ہر حال میں پہلے اسے مردہ کیا جاتا ہے پھر وہ کھایا جاتا ہے اور اگر مردار سے مراد گلا سڑا جانور لیا جائے تو دنیا میں کوئی قوم بھی ایسی نہیں جو مردار کو پسندیدگی اور شوق سے کھاتی ہو جس کی وجہ سے اللہ کو حکم دینا پڑا کہ مردار مت کھاؤ۔

اگر تو انسان نے کبھی بھی مردار کو پسند ہی نہیں کیا تو اسکو بتانا کہ یہ حرام ہے عجیب سا لگتا ہے۔ منع تو کسی بات سے اس وقت کیا جاتا ہے جب مشاہدہ بتاتا ہے کہ کسی نقصان دہ چیز کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے یا یہ اندیشہ ہو کہ کسی وقت اسکو پسندیدگی اور شوق سے قبول کر لیا جائے گا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جانور تک اگر متبادل کھانا موجود ہو تو کبھی بھی مردار جانور کی طرف رغبت نہیں رکھتا۔ بلکہ بعض نفاست پسند جانور تو قریب ہی نہیں جاتے۔ ہاں اضطراری کیفیت میں گدھ وغیرہ مردار کھا لیتا ہے۔

انسان کو کبھی بھی مردار جانور کو کھاتے نہیں دیکھا گیا اس کا مطلب ہے قرآن میں لفظ مردار بطور اصطلاح استعمال ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ معرف باللام ہے اور خاص مردار کی طرف نشاندہی کر رہا ہے اور ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اس خاص مردار سے کیا مراد ہے؟

خون

سورۃ البقرہ ، سورۃ النمل اور المائدہ میں الدم یعنی خون کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لیکن معرفہ ہے یعنی خاص خون ہے جس کا مطلب ہے یہ عام خون نہیں ہے جسکو پیا جا سکے۔ عام مشاہدہ بھی ہے کہ خون جسے سورۃ انعام میں بہتا ہوا کہہ کر واضح کر دیا کہ یہ وہ خون ہے جو بہایا جا سکتا ہے اور انہیں حالت میں خون حرام ہے۔ اس آیت میں اگر شریانوں میں بہتے ہوئے خون کا مفہوم بھی رکھ لیا جائے تو اس سے وہ خون تو جائز ہو ہی گیا جو جم جاتا ہے ہے اور لوتھڑے کی شکل میں لوگ پکا کر کھاسکتے ہیں۔

لحم الخنزیر

قرآن میں چاروں مقامات پر لحم الخنزیر آیا ہے کہیں بھی مجرد اور مکمل طور پر خنزیر نہیں آیا ہر مقام پر خنزیر کا لحم آیا ہے ہمارے فقہا نے تو خنزیر کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ خنزیر کا لحم ہی کیوں حرام ہے ظاہر ہے اگر جنس کے طور پر لحم کو لیا جائے تو یہ گوشت کے معنی میں ہوگا جس کا مطلب ہے کہ چربی، ہڈی، دل، گردہ، کلیجی وغیرہ کیونکہ لحم یعنی گوشت میں نہیں آتیں اس لئے ان کو خنزیر کے لحم یعنی گوشت میں شمار نہیں کر سکتے دل اور گردے یا انتڑیوں کا گوشت اعضاء کے گوشت سے مختلف ہوتا ہے اس لئے دل ، کلیجی اور گردے کے ریشوں کو گوشت نہیں کہا جاسکتا۔

وما اھل بہ لغیر اللہ

ہر وہ چیز جس کے ذریعہ غیر اللہ کے لئے آواز اٹھائی جائے۔ دیکھئے آیت کے اس جزو میں لفظ ''بہ'' آیا ہے جس کے معنی ہیں ''جس کے ساتھ ، جس کے ذریعے'' یعنی جس کی وساطت سے آواز اٹھائی گئی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ لفظ '' اھــــــل'' آیا ہے اگر ذبیحہ کے حوالے سے ہوتا تو ''ومـــا ذبــح'' ہوتا۔ یہ ذبیحہ کے حوالے سے بالکل نہیں ہے۔ اس آیت میں''ما'' اسم موصول ہے یہ زندہ مردہ انسان اور غیر انسان تمام پر محیط ہوتا ہے

"ما" کے معنی ہیں وہ سب کچھ یعنی وما اھل بہ کے معنی ہوئے اور وہ سب کچھ جس کے ذریعے آواز اٹھائی گئی۔ کیونکہ " اھل" آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں اس لئے اس کا تعلق غیر اللہ سے متعلق اعلان کرنے سے ہے اور یہ قطعاً کھانے پینے سے نہیں ہے کیونکہ جو کچھ بھی آوازیں اٹھائی جا رہی ہیں وہ غیر اللہ کے لئے ہیں اس لئے ان سے تمام وہ عقائد اور نظریات مراد ہیں جو کہ اللہ کے مقابلے میں غیر اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔

آیئے اس تجزیہ کے بعد دیکھتے ہیں کہ اللہ نے حرام کے حوالے سے اور کہاں کیا کچھ کہا ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 33 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے......

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

"اعلان کردو کہ میرے رب نے حرام ٹھہرایا ہے صرف فواحش کو جو اس میں سے ظاہر ہو یا جو اس میں سے چھپا ہو اور گناہ اور بغاوت کو بغیر کسی حق کے اور یہ کہ تم شرک کرو اللہ کے ساتھ جس کے واسطے کوئی سند نہیں اتاری گئی اور یہ کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جس کا تم کو کوئی علم نہیں"

اس آیت میں بھی اللہ نے کچھ باتیں حرام ٹھہرائیں ہیں اور اسی تاکیدی انداز سے انما کے حصر کے ساتھ یہاں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں نے تو صرف اور صرف جو حرام کیاہے وہ تو فواحش اور گناہ اور بغاوت یا یہ کہ شرک جس کی کوئی سند نہیں ہے یعنی اللہ پر بے سوچے سمجھے بغیر کسی علم کے جو مرضی آئے کہہ دو۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ کچھ آیات میں اللہ تمام اخلاق و اصول کے پیمانے توڑنے کو حرام قرار دے رہا ہے جبکہ دوسری طرف اسی تاکید کے ساتھ کچھ مادی اشیاء حرام ہوگئیں۔

اس کا یقینی نتیجہ یہ ہے کہ ان آیات میں جن میں اخلاق و اصول کی بات کی گئی ہے، جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ سب کے سب مجازی معنوں میں ہیں یا وہ

الفاظ جہاں سے مادی اشیاء ماخوذ کی جاتی ہیں وہ سب کے سب مجازی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اب ہمیں صرف یہ دیکھنا ہوگا کہ سورۃ الاعراف میں جو الفاظ فحش ، گناہ ، بغاوت اور شرک کے آئے ہیں ان کو ہم کسی طرح مادی اشیاء پر منطبق کر سکتے ہیں یا نہیں۔ غور کرنے پر کسی بھی مادی اشیاء کو ہم نہ تو فحاشی ، گناہ ، بغاوت یا شرک پر منطبق کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا بدل یا تشبیہاً استعمال کر سکتے ہیں۔ اس لئے اب دیکھنا ہوگا کہ کیا مردار ، خون اور خنزیر کو اسی اصول یا اخلاقیات کے حوالے سے منطبق کر سکتے ہیں اور کیا تشبیہاً استعمال کیا جا سکتا ہے؟ آیئے ایک ایک لفظ پر غور کرتے ہیں۔

المیتة

المیتة کا لفظ جیسے کہ پہلے عرض کیا معرف بالام ہے یعنی معرفہ ہے اور عام مردار کے معنی میں نہیں استعمال ہوا دوسری بات قرآن کا موضوع جسمانی موت نہیں ہے۔ وہ انسان کے اخلاق و کردار کی بات کرتا ہے وہ ان اصولوں کی بات کرتا ہے جس کے ختم ہونے پر قوم مردہ ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے سورۃ الانفال کی آیت نمبر 24......

یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ ولرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ وانہ الیہ تحشرون

” اے اہل ایمان اللہ اور رسول کی طرف بڑھو جب کہ وہ تم کو اس چیز کے لئے بلائیں جو تم کو زندہ کرتی ہے۔“

اس آیت میں زندہ لوگوں سے بات کی جا رہی ہے لیکن کہا جا رہا ہے کہ وہ چیز جو تم کو زندگی بخشتی ہے۔ ظاہر ہے زندہ انسان کو اگر زندگی بخشنے والی کوئی اور چیز ہے تو وہ جسمانی زندگی نہیں بلکہ وہ ہے اللہ کے اصول و احکامات جن سے ایک اخلاق و کردار کا مردہ انسان اور ایک اصول سے بے بہرہ مردہ قوم زندہ کی جاتی ہے۔ اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت نمبر 122 میں ارشاد ہے ......

اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا کذلک زین للکافرین ما کانوا یعملون

''اور کیا وہ شخص جو کہ مردہ تھا پس ہم نے اسے زندہ کیا اور بنایا اس کے لئے نور جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جسکی مثال ہو اس شخص کی جو اندھیروں میں چلتاہے اور اس سے قطعاً نکلنے والا نہیں اسی طرح مزین کر دیا گیا کافروں کے لئے وہ عمل جو وہ کرتے ہیں''

دیکھ لیجئے یہاں ایک مردہ انسان کی بات ہو رہی ہے جس کو اللہ کے نور نے زندہ کیا اور اب اس کا اوڑہنا بچھونا وہ نور ہے جسے لے کر وہ ہر وقت لوگوں میں چلتا ہے۔

یعنی لفظ 'مردہ' جسم کا مردہ نہیں بلکہ اخلاق اور کردار کا مردہ ہے۔ اور یہی وہ مردہ زندگی ہے جو اصولوں سے بے بہرہ مردوں کی سی زندگی ہے جسے حرام کیا گیا اور حقیقتاً روح، علم، کردار و اخلاق کی موت ہی قوم کی موت ہوتی ہے جس سے بچانے کے لئے قرآن آیا۔

الدم

جس طرح ان آیات میں 'مردہ' جسم کا مردہ نہیں ہے جس میں سے زندگی نکل چکی ہے بلکہ جو اصول و اقدار کے لحاظ سے مردہ ہے اسی طرح ''الـدم '' یعنی خون بھی وہ خون نہیں جو ہماری رگوں میں بہتا ہے۔ اس لئے کہ ''الـــدم''بھی معرف بالام ہے اور کسی وضاحت کا محتاج نہیں کہ معرف بالام یعنی معرفہ ہونے کی وجہ سے کسی خاص خون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جسکا مطلب ہے کہ قرآن جس خون کی بات کر رہا ہے وہ ہے انسان کے خون کا ضائع ہونا۔ خواہ خونریزی کے ذریعے ہو یا کسی کے خون پسینے کی کمائی کو اڑا جانا۔ ہماری زبان میں بھی خون چوس اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دوسروں کی کمائی پر ہاتھ صاف کر جاتا ہے اور کیونکہ قرآن کا موضوع ہی حق دلانا ہے

اس لئے اگر اللہ نے حرام کیا ہے تو خونریزی کو حرام کیا ہے۔ دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کو حرام قرار دیا ہے۔ آج کل مسلمان ممالک میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے انسانی خون کا بہانا ثواب کا باعث سمجھا جانے لگا ہے۔ یہ وہ خون بہانا ہے جسے قرآن نے حرام ٹھرایا ہے۔

لحم الخنزیر

اس جگہ بھی خنزیر معرف بالام ہے یعنی "الخنزیر" ہے اگر سور کا گوشت کہنا ہوتا تو "لَحَمَ خِنزِیرٍ" ہوتا جس سے جنس خنزیر کی حرمت قائم ہوتی "خنزیر" کو معرف بالام یعنی "الخنزیر" کہنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ سور کی کوئی خاص نوع ہے۔ اب خنزیر کی وہ خاص قسم ڈھونڈنی پڑے گی تا کہ معرف بالام کا فیصلہ ہو سکے کہ یہ خاص خنزیر کیا ہے اس آیت سے پہلے کسی جنس خنزیر سے کسی سور کی قسم نہیں بیان کی گئی ہے بلکہ کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو قرآنی احکامات کو چھوڑ کر اپنے اسلاف کے کہنے پر چلتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن نے کسی اور جگہ خنزیر کی اس قسم کو تو بیان نہیں کیا ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 60-59 میں خنزیر کے متعلق دو ٹوک انداز میں بیان ملتا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے اور قرآن کے اصلوب سے لطف اندوز ہویئے۔ ان آیات میں ارشاد ربانی ہے......

قل یا اھل الکتاب ھل تنقمون منا الا ان آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل وان اکثر کم فاسقون ٥ قل ھل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم القردۃ ولخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل

"کہو اے اہل کتاب تم ہم سے صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہو کہ ہم نے اللہ کے ساتھ امن قبول کیا اور اس چیز کے ساتھ جو اس نے ہماری طرف اور ہم سے پہلے اتاری اور تم میں اکثر قانون شکن ہیں۔ پوچھو کہ کیا میں اس سے بھی زیادہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک جزا ہے وہ جس پر

اللہ نے لعنت کی اور جس پر غضبناک ہوا اور ان میں سے بندر ، سور اور شیطان کے بندے بنائے۔ یہ لوگ اپنی جگہ پر انتہائی شریر ہیں اور سیدھے راستے سے انتہائی گمراہ۔"

دیکھ لیجئے کہ "الخنزیر "کون ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو انتہائی شری ہیں اور انتہائی گمراہ۔ ہمارے اسلاف نے ایک کہانی گڑھی کہ ایک وقت آیا کہ کچھ لوگ ایسے گمراہ ہو گئے تھے کہ اللہ نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ حالانکہ آگے صاف آرہا ہے کہ یہ لوگ انتہائی شری اور صحیح راہ سے گمراہ ہیں۔ آیت نمبر 61 میں انہی کے متعلق فرمایا گیا کہ جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اہل ایمان ہیں حالانکہ یہ داخل بھی کفر کے ساتھ ہوئے اور کفر کے ساتھ نکل بھی گئے اور اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ کیا چھپاتے ہیں۔

یعنی یہ بندر اور سور اہل ایمان سے ملتے بھی تھے اور اپنے ایمان کا اقرار بھی کرتے تھے حالانکہ انہوں نے کبھی کفر کو نہیں چھوڑا کیا یہ لوگ بندر اور سور تھے ؟ جی نہیں ......یہ وہ لوگ تھے جو شیطان کے چیلے تھے۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ "لحم" کے معنی کیا ہیں۔

بنیادی طور پر "لحم" کے معنی ہیں تانا بانا ، ایک دھاگے کا دوسرے دھاگے کے ساتھ مل جانا کہ باری باری اسی کیفیت سے گزرنے کے بعد کپڑا بنتا ہے۔ گوشت کیونکہ مختلف قسم کے ریشوں کا آپس میں مل کر ایک گٹھ ہوتا ہے اس لئے اسکو گوشت "لحم" کہا جاتا ہے۔ ان آیات میں لحم الخنزیر یعنی الخنزیر سے ملنا جلنا کہ ایک گٹھ بن جائے منع کر دیا گیا ہے۔

وما اھل بہٖ لغیر اللہ

"ہر وہ چیز جس کے ذریعے غیر اللہ کے لئے آواز اٹھائی جائے۔"

اس کی وضاحت تو پہلے ہی گزر چکی کہ یہ کوئی مادی شئے تو ہو ہی نہیں سکتی اسلئے کہ غیر اللہ کے لئے آواز اٹھانا یقینی طور پر کسی نظریہ دلیل یا اصول کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے۔

شراب

جیسا کہ میں نے ابتدائیہ میں عرض کیا کہ مفکر قرآن بھی اس بات کو ثابت نہیں کر سکے کہ قرآن میں کہیں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ نہ صرف یہ کہ قرآن میں شراب حرام نہیں ہے بلکہ شراب پینے والے کی کوئی سزا بھی بیان نہیں ہوئی ہے اور ظاہر ہے جس چیز کو حرام ہی نہیں قرار دیا گیا ہو تو اسکی سزا کیونکر بیان کی جائے گی۔

آج ہم کو معلوم ہے کہ شراب سے زیادہ مہلک نشہ آور چیزیں موجود ہیں مثلاً ہیروئن اور کوکین وغیرہ۔ اس لئے اگر نشے کی ان مہلک ترین چیزوں کو حرام نہیں قرار دیا گیا تو کیونکر شراب حرام قرار دی گئی۔ اگر مولوی حضرات کا اس بات پر اصرار ہو کہ شراب حرام ہے تو لازم آتا ہے کہ قرآن سے کسی آیت کو پیش کریں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتے اور کبھی بھی ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ قرآن میں کوئی بھی آیت شراب کو حرام نہیں قرار دیتی۔ لیکن اگر کوئی صاحب ایسا کرنے کی جرات کرتے بھی ہیں تو قرآن پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ قرآن میں شراب سے زیادہ مہلک نشہ آور چیزیں کیونکر حرام نہیں کی گئیں۔ اسی لئے مغرب کے غیر مسلم یہ کہتے ہیں کہ قرآن 1400 سال پہلے کی بات کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ احادیث کے زیر اثر ان بے سروپا تفاسیر کی وجہ سے ہم نے مغربی غیر مسلم نقاد کو یہ موقعہ فراہم کیا ہے کہ وہ قرآن پر حملہ آور ہو سکیں۔

دیکھیے قرآن صرف اور صرف ایک مثالی معاشرہ کے اصول دیتا ہے۔ اس مثالی معاشرہ کو کس طرح متشکل کیا جائے گا اور اس اصلاحی معاشرے کے کیا خدوخال ہونگے واضح کرتا ہے۔ لیکن جب ہم نے اس میں سے دنیاوی علوم ڈھونڈنے شروع کیے تو ہم مشکل میں پھنس گئے۔

جہاں تک سائنس اور ٹیکنالوجی کا تعلق ہے وہ ہم کو سائنس کے ماہرین بتائیں گے۔ اگر کسی جسمانی مرض کے علاج کی ضرورت ہے تو وہ جسمانی امراض کے ماہرین بتائیں گے اور سمجھائیں گے کہ کس غذا میں کیا مضر اثرات ہیں اور کیا فوائد موجود ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ " خمر" جسے شراب کے معنی میں لیا گیا ہے کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔ قرآن میں خمر دو مقامات پر وارد ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر 219 میں آیا ہے جہاں پر سوال کیا گیا ہے کہ " الخمر کیا ہے......

یسئلونک عن الخمر و االمیسر

وہ سوال کرتے ہیں الخمر اورالمیسر کے متعلق

لوگوں نے "الخمر اور المیسر" کے متعلق سوال کیا تو جواب دیا گیا

" قل فیھا اثم کبیر و منافع للناس و اتمھما اکبر من نفعھما"

کہہ دو ان دونوں میں لوگوں کے لیے بڑے نقصان اور فائدے ہیں اور ان دونوں کے نقصان فائدہ سے انتہائی زیادہ ہیں۔

اس جواب میں چند باتیں سامنے آ گئیں ......

1۔ الخمر کا لفظ معرف باللام ہے اگر یہ عام خمر ہوتا تو ہرگز ہرگز معرف باللام نہیں آتا۔ اس آیت میں سوال پوچھنے والے بھی الخمر کے متعلق پوچھ رہے ہیں اور جواب میں بھی " الخمر" کا ہی لفظ آیا ہے۔ یعنی یہ عام خمر کی بات نہیں ہو رہی ورنہ "خمر" کہہ کر اسم جنس کے تحت تمام خمر کے متعلق جواب دیا جاتا اس لئے دیکھنا ہو گا کہ " خمر" کو "خمر" کے بجائے "الخمر" کیوں کہا گیا۔

2۔ اس آیت میں وضاحت نہیں ہے کہ "الخمر" کیا ہے جواب میں اسکے نفع و نقصان کی بابت بتایا گیا۔

اس لئے دو وضاحتیں ہمیں ڈھونڈنی ہونگی

(i) "الخمر" یعنی خمر کو معرف باللام کیوں لایا گیا۔

(ii) ”الخمر“ کیا ہے معلوم کرنا ہو گا۔

آیئے دوسرا مقام جو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 90 میں وارد ہوا ہے دیکھ لیں ارشاد باری تعالیٰ ہے......

یا ایھا الذین امنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام ، جس من عمل الشیطن فاجنبوہ لعلکم تفلحون

اے اھل ایمان الخمر اور المیسر اور الانصاب اور الازلام شیطان کا ناپاک عمل ہے سو اس سے بچو تا کہ تم فلاح یاب ہو

اس آیت میں بھی چند غور طلب باتیں ہیں۔

(i) اس آیت میں بھی ” خمر“ نکرہ نہیں بلکہ معرفہ ”الخمر“ آیا ہے۔ میسر بھی ”المیسر“ اور ” انصاب“ بھی ”الانصاب“ اور ” ازلام“ بھی ”الازلام“ یعنی تمام کی تمام اصطلاحات معرف بالام لائی گئی ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی عموم کی بات نہیں ہے۔

(ii) یہ تمام کی تمام ”رجس من عمل الشیطان“ ہے۔ (شیطان کا ناپاک عمل ہے) دیکھ لیجیے چار چیزوں کے لئے ” عمل الشیطان“ شیطان کا عمل کہا گیا حالانکہ یہ چار اعمال ہیں۔

(iii) ” فاجتنبوہ“ اس سے بچو۔” ہ“ کی ضمیر واحد مذکر غائب کی ضمیر ہے جو اس بات کی تصدیق کر رہی ہے کہ یہ چاروں چیزیں شیطان کا ایک ہی عمل ہے۔

لیکن اگر ہم عموی ترجمہ دیکھیں تو الخمر ”شراب“ المیسر ” جوا “ الانصاب ” بت“ اور الازلام ” پانسے“ پائے ہیں جو یقیناً الگ الگ عمل ہیں یہ سب الگ الگ چیزیں ہیں ۔

حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ اگلی آیت نہ صرف ان چار اعمال کو دو کے تحت لاتی ہے بلکہ اس کا مقصد بھی بیان کر تی ہے ملاحظہ فرمایئے......

” انما یر بدالشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضاء فی الخمر والمیسر

و یقد کم عن ذکر اللہ و عن الصلوۃ جھل انتم منتھون"

شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ الخمر اور المیسر کے معاملے میں تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور ذکر اللہ اور الصلوۃ سے روکے پس تو کیا تم رکنے والے ہو

اس آیت میں ان چار اشیاء کو" الــخــمــر اور الــمیســر" میں محدود کر دیا یعنی الانصاب اور الازلام " الخمر اور المیسر" کا حصہ ہوگئے۔

اور ان تمام کا مقصد ہے کہ ذکر اللہ اور الصلوۃ سے روکا جائے۔ ذکر اللہ صرف اور صرف وحی الٰہی ہے اور الصلوۃ وہ نظام ہے جو وحی الٰہی کی بنیادوں پر مشکل ہوتا ہے۔

اگر تو ذکر اللہ سے مراد جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں اللہ کا ورد کرنا ہے تو وہ تو کوئی بھی انسان ہر وقت نہیں کرتا۔ خاص اوقات میں ورد کیا جاتا ہے۔ یعنی بڑے سے بڑا معتبر بزرگ بھی چوبیں گھنٹے ورد نہیں کرتا۔ اس لئے اگر شرابی ورد سے پہلے خمر کا استعمال نہ کرے تو اس کے لیے شراب پینے پر پابندی کا کوئی جواز نہیں نکلتا ہے۔

اسی طرح الــصــلـوۃ کو اگر نماز لیا جائے تو نمازی بھی رات کی نماز کے بعد شراب پی کر سو جائے تو وہ صبح کو تازہ دم نماز پڑھ سکتا ہے اور ایسے شخص پر بھی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔

اس لئے نہ تو " ذکــر الــلـه" ورد ہے اور نہ ہی"الــصــلـوۃ" نماز ہے اور نہ ہی"الــخــمـر" شراب ہے کیونکہ ورد اور نماز تو شرابی بھی کر سکتا ہے اس لئے اب قرآن سے دیکھنا ہو گا کہ " الــخــمــر ،المیسر ،الانصاب ،الازلام" "ذکر الله" "صلوۃ" اور "المیسر" قرآن نے کن اشیاء کو کہا ہے۔

الخمر

جیسا کہ عرض کیا یہ لفظ معرف بالام ہے یعنی یہ عام نہیں ہے بلکہ یہ خاص ہے

اس لئے ہم کو یہ دیکھنا ہو گا کہ اس لفظ کو خاص کیوں کیا گیا۔

دیکھئے اس لفظ کا بنیادی مادہ ''خ م ر'' ہے جس معنی ہیں مخمور ہونا جس کی وجہ سے ہر وہ چیز جو انسان کو مخمور کر دے ''خمر'' ہے۔ کیونکہ شراب انسان کے ہوش و حواس کھو دیتی ہے اس لئے ''خمر'' کہی جاتی ہے اگر انسان کو دولت عیاشی اور اولاد بھی مخمور کر سکتی ہے تو وہ بھی خمر ہے۔اور سب سے بڑا نشہ ہے طاقت و حکومت کا۔ اس سے پہلے آیات میں طاقت و قوت کے نشے میں چور لوگوں کے ساتھ زیادتی پر اکسانے کے لیے بے بنیاد خیالات پر مبنی اس طاقت کے نشے کی بات کی گئی ہے جو عہد و پیمان کی پاسداری بھی نہیں کرتے۔ جس کے لئے سورۃ کی پہلی ہی آیت میں کہا گیا......

اوفوا بالعقود

اپنے عہد کو پورا کرو

تعاونو اعلی البر والتقویٰ

تقوی اور نیکی کی بنیاد پر تعاون کرو

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اور گناہ اور دشمنی کی بنیاد پر تعاون نہ کرو

و ان احکم بینھم بما انزل اللہ

اور ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے ساتھ جو اللہ نے اتارا ہے

و من لم یحکم بما انااللہ فاولئک ھم الکنون

وہ جو اللہ نے اتار ہے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو یہی لوگ تو کافر ہیں

و من لم یحکم بما انزاللہ فاولئک ھم الظلمون

وہ جو اللہ نے اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو یہی لوگ تو ظالم ہیں

ومن لم یحکم بما انزاللہ فاولئک ھم الفاسقون

وہ جو اللہ نے اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو یہی لوگ تو فاسق ہیں

اگر دیکھا جائے تو سورۃ المائدہ کی ماقبل تمام آیات لکھی جا سکتی ہیں اس لئے کہ سورۃ المائدہ کا موضوع ہی احکامات الٰہی کے مطابق اپنے عہد و پیمان اور حکومتی فیصلے کرنا ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو عہدوپیان کئے جاتے ہیں یا فیصلے کئے جاتے ہیں وہ اس طاقت کے نشے میں کئے جاتے ہیں جس پر حکمران اور طاقتور افسران نازاں و فرحاں ہوتے ہیں۔

الخمر وہ طاقت کا نشہ ہے جس کے سامنے ہر چیز ہیچ ہے۔ جس کی وجہ سے ہر ظلم روا رکھا جاتا ہے جس کے ذریعے انسان الیسر یعنی اپنے لئے آسانیاں بٹور لیتا ہے۔ جس کے ذریعے جنگ و جدال پر اتر آتا ہے اور جس کے ذریعے کسی بھی منصب پر کوئی انسان محفوظ نہیں رہتا۔ ازلام کے معنی گھوڑے کے دوڑانے کو کہتے ہیں۔ جنگ میں گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اور کسی زمانے میں بھالے لے کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا اس لئے بھالوں کو ازلام کہنے لگے اور پرانے زمانے میں انہی بھالوں کے ذریعے نشانہ بازی کر کے اپنے حصے باٹے جاتے تھے تو ان کو پالنے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ لیکن بنیادی معنی ازلام کے جنگی گھوڑے کے پیر یا کھر کے ہیں جس سے جنگ مراد لی جاتی ہے۔

اس لئے الخمر، المیسر، الازلام اور الانصاب وہ نشہ ہے جو احکامات الٰہی کے خلاف کسی نظم کو قائم نہیں ہونے دیتا اور احکامات الٰہی کی یاد دھانی سے روکتا ہے اور آپس میں بغض و عداوت کا باعث بنتا ہے۔ اس کے ذریعے طاقتور شخص فائدے کو اٹھا سکتا ہے لیکن اسکی خرابی بہت بڑی ہے یعنی معاشرہ کی بدحالی چند افراد کی خوشحالی کے مقابلے میں معاشرہ کی بدحالی بہت بڑی خرابی ہے۔

تکملہ

بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ حرام چیزوں کی حرمت کھانے پینے کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ یہ انسانی طرز زندگی اور طور طریقے پر مبنی اصولوں کی بات ہے جن چار آیات کی بنیاد پر مفتی اعظم جامعہ الازھر نے فتویٰ صادر کیا ہے ان میں بھی کھانے پینے کے حوالے سے حکم نہیں ہے۔ یعنی مردار ، خون ، خنزیر اور ہر وہ چیز جو غیر اللہ کو رفعت دے کھانے پینے کے حوالے سے نہیں ہیں بلکہ یہ وہ طریقے اور طرز زندگی کے اصول ہیں جو قوم کو مردہ کردیتے ہیں جو کسی کی خون پسینے کی کمائی چوسنے اور خونریزی پر منحصر ہوتے ہیں جو ایسے لوگوں سے تعلقات پر مبنی ہوں جو انتہائی شری اور گمراہ ہوں اور ہر وہ نظریہ جو اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں تمام مقامات پر کسی کھانے پینے کی بات نہیں ہوئی بلکہ اصولوں کی بات ہے مثلاً سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 33 میں ارشاد ربانی ہے......

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون

”اعلان کردو کہ میرے رب نے حرام کیا ہے صرف فواحش کو جو اس میں سے ظاہر اور چھپا ہے اور گناہ اور بغاوت بغیر کسی حق پر مبنی اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرو جسکی کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کے اوپر وہ بات کہو جسکا تم کو علم نہیں“

دیکھ لیجئے کہ ان آیات میں جتنی مرضی آئے کھینچ تان کر لیجئے کھانے پینے کی کوئی چیز حرام نہیں نکال سکتے یہ آیت دو ٹوک انداز سے چند اصولوں پر مبنی بات کر

رہی ہے۔ آیئے اب آپ کے سامنے وہ آیت پیش کرتے ہیں جو قطعی اور فیصلہ کن ہے۔ سورۃ الانعام کی آیات 151-153 میں ارشاد ربانی ہے ......

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق ذلکم وصاکم به لعلکم تعقلون o ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی هی احسن حتی یبلغ اشده واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعها واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعهد الله اوفوا ذلکم وصاکم به لعلکم تذکرون o وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ذلکم وصاکم به لعلکم تتقون

" اعلان کرو کہ آؤ میں بتاؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے کہ تم اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ اور اولاد کو قتل نہ کرو بوجہ کسی کمزوری کے ہم تم کو بھی رزق عطا کرتے ہیں اور انکو بھی۔ اور فواحش کے قریب بھی نہ پھٹکو جو بھی اس میں سے ظاہر ہے اور جو بھی اس میں سے چھپا ہے اور کسی شخص سے لڑائی جس کو اللہ نے حرام کیا نہ کرو ، سوائے حق کے لئے یہ وہ احکامات ہیں جنکا تم کو حکم دیا جا رہا ہے تاکہ تم عقل استعمال کرو اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ سوائے اس طریقہ سے جو انتہائی حسن کارانہ ہو یہاں تک کہ یتیم اپنی طاقت کو پہنچ جائے اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا رکھو ہم کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ مکلّف نہیں ٹھراتے اور جب تم کوئی بات کرو تو عدل کے ساتھ کرو خواہ قریبی ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو بھرپور طریقے سے پورا کرو ان باتوں کا تم کو حکم دیا جاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور یہ کہ یہ ہے میری صراط مستقیم پس اس کی پیروی کرو باقی راستوں پر نہ چلو کہ تم

کو میرے راستے سے فرقہ فرقہ کردے۔ یہ وہ اصول ہیں جن کا تم کو حکم دیا جاتا ہے تا کہ تم اللہ کے احکامات کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاؤ۔"

یہ ہے قرآن کا نچوڑ جسے انسان اگر پکڑ لے تو کسی چیز کی اسے ضرورت ہی نہیں رہتی۔ یہ ہے وہ صراط مستقیم جس کی آپ نے تمنا کی تھی یہ ہے وہ حرام و حلال کی تفصیل جس پر آپ نے چلنا ہے۔ یہ ہے وہ راستہ جس سے آپ کسی فرقے سے منسلک نہیں ہو سکتے۔

آیئے آج عہد کریں کہ ہم انسانی فرقہ بندیوں سے آزاد ہو کر قرآن کی صرف اس آیت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں تو یقینی طور پر دنیا و آخرت میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔